رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت ہے

نورافشان

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ اور تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ایڈیٹر (مینو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔اے (نکلسن روڈ۔ لاہور) مینیجر

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ✣

| جلد ۵۰ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۱۷ فروری ۱۹۲۲ء | نمبر ۷ |

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے۔ نمونے کا پرچہ سی۔ ایچ بینڈسی بی۔ اے۔ ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی فتحگڈھ یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲/	رومن پنجابی پرائمر	۱/
" دوسری "	۳/	تیو بارہ اسلام میں مسیح	۱/
صحت جسمی کم ہر تیرھ	/	ینابیع الاسلام	۳/
مسئلہ تخلیق و صراط المستقیم	۸/	دیدوں کی اصل ۳ روسوال	۲/

مینیجر کرسچن بک سٹور لودھیانہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق ہوا دار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوشوضع حوض اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے اسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجیں ✣

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

دستور العمل نورافشان

سالانہ قیمت۔ ہندوستان کے حدود کے اندر ہے
" غیر ممالک سے للعہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا ۱/۴ حصہ	معہ	عہ	عـہ
چوتھائی کالم	عہ	عـہ	للعہ
نصف کالم	عـہ	للعہ	معہ
پورا کالم	للعہ	معہ	ا
پورا صفحہ	ا	اصہ	ما

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲/ لیکن کسی اشتہار کے لئے ۲ روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہوا ہے

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۲ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک چھ روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جنرل [illegible] سے [illegible] تک کرنل [illegible] سے [illegible] تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

مژدہ

مینیجر نور افشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نور افشاں بنا کر اس کا پتہ مینیجر کے دفتر میں بھیج دیوے اور ان کے نام پر نور افشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت نور افشاں دیا جائیگا۔

مینیجر نور افشاں

واشنگٹن کانفرنس امریکہ

۱۔ زمانہ کی موجودہ خطرناک حالت کو دیکھتے ہوئے آیندہ امن رکھنے کے لئے جو کام اس کانفرنس نے کیا ہے وہ بظاہر دلپسند۔ خوشنما اور معقول تجویز ہے۔

۲۔ لیکن آنکھ کے بجائے اگر چشمۂ دل پر چڑھایا جاوے تو نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔

۳۔ ایک دریا جو خاص راستہ اختیار کئے ہوئے تیزی سے بہ رہا ہے اور جس کی طغیانی کا خطرہ روز افزوں ترقی پر ہے ایک بند لگا کر روک دینے سے زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔

۴۔ یا یہ کہ اندرون جسم کی بیماری کا بیرونی دوا سے علاج کرنا۔ گو بظاہر کچھ عرصہ کے لئے تسکین دہ معلوم ہو۔ لیکن اس سے مرض کی بیخ کنی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایک جگہ کے بجائے جابجا مرض کے پھوٹ نکلنے کا اندیشہ ہے۔

۵۔ اے دنیا کے غمگسار و ضمیر کے اندر گھس جاؤ اور غوطہ لگا کر سوچو اور ایسا علاج کرو کہ مناسب موقعوں پر دریا سے نہریں نکال کر طغیانی کو کم کر دیا بجائے بیرونی مرہم لگانے کے اندرونی دوائیاں پلاؤ۔

۶۔ تاکہ اس مہلک مرض کا جس میں آج دنیا مبتلا ہے ایسا دفعیہ کر سکو کہ جڑ سے جاتا رہے۔

۷۔ انجیل مقدس کو پڑھو سمجھو اور عمل کرو۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو کھلیگا۔ فقط۔

دنیوی سفر

۱۔ جو مہلک مرض آج دنیا کے رگ رگ میں سرایت کر چکا ہے۔ اس کو دنیوی دوربین آنکھیں غور سے محسوس کر رہی ہیں اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے علما و ماہران زبان ایڑی سے چوٹی تک زور لگا رہے ہیں۔

۲۔ حضرت انسان دنیا کی پیچیدہ مرعوب۔ دلفریب وحشت انگیز منزلوں سے گذرتا ہوا ایسے سنسان جنگل میں آ پھنسا ہے۔ کہ اس سے نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا۔

۳۔ وہ اپنے اصلی شارع عام سے اس قدر دور نکل گیا ہے کہ خیالی طاقتوں کے دور میں بھی اس راستہ کو دکھلانے میں بے جان و ناامید ہو رہی ہیں۔

۴۔ اس مہیب اور خطرناک جنگل سے نکلنے کے لئے لوگ آنکھیں بند کئے ہوئے ادھر ادھر سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ اور اپنے رنج و مصیبت کے معرض غار کو نزدیک کر رہے ہیں۔

۵۔ اور جوق در جوق لوگ اُن کے پیچھے اس طرح بھاگے جا رہے ہیں جس طرح بھیڑیئے کو دیکھ کر بھیڑیں اندھا دھند ایک دوسرے کے پیچھے ہو لیتی ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ بھیڑیا تو ایک دو کا شکار کریگا۔ مگر ہم سب کے سب کوئیں میں گر رہے ہیں۔

۶۔ ایک شخص دہلی سے جے پور جانے کا قصد کر رہا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ جے پور کس سمت کو ہے۔ اور نہ کوئی رہبر ملتا ہے۔ اپنی انسانی عقل کو ہادی سمجھ کر ادھر ادھر دوڑ رہا ہے تو وہ نہ صرف اپنے لئے ہی معرض خطر میں ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے لئے سخت خطرناک ہے۔ جو اس کے پیچھے لگے ہیں

۷۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ سانپ کی طرح ہوشیار اور کبوتر کی طرح بھولے بنو۔

روپ رام مسیحی سادھو مینیجر آشرم
گدھی پوئی ضلع گوڑگانواں

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

نور افشاں

مطبوعہ ۱۷- فروری ۱۹۲۲ء

انسان کامل اور خودشناسی

اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح پر یروشلیم کو جایا کرتے اور جب وہ بارہ برس کا ہُوا تو وہ عید کے دستور کے موافق یروشلیم کو گئے اور جب وہ ان دنوں کو پورا کر کے لوٹے تو وہ لڑکا یسوع یروشلیم میں رہ گیا اور اس کے ماں باپ کو خبر نہ ہوئی۔ مگر یہ سمجھ کر کہ وہ قافلہ میں ہے ایک منزل نکل گئے اور اُسے اپنے رشتہ داروں اور جان پہچانوں میں ڈھونڈنے لگے۔ جب نہ ملا تو اُسے ڈھونڈتے ہوئے یروشلیم تک واپس گئے۔ اور تین روز پیچھے ایسا ہوا کہ اُنہوں نے اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اُن کی سنتے اور ان سے سوال کرتے ہوئے پایا اور جتنے اُس کی سن رہے تھے اُس کی سمجھ اور اُس کے جوابوں سے دنگ تھے۔ وہ اُسے دیکھ کر حیران ہوئے اور اس کی ماں نے اُس سے کہا۔ بیٹا۔ تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔ اُس نے ان سے کہا تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے۔ مگر جو بات اُس نے اُن سے کہی اُسے وہ نہ سمجھے اور وہ اُن کے ساتھ روانہ ہو کر ناصرت میں آیا اور اُن کے تابع رہا اور اس کی ماں نے یہ سب باتیں اپنے دل میں رکھیں اور یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا لوقا ۲: ۴۱-۵۲۔

ہر ایک یہودی والدین اور یہودی بچہ کے لئے یروشلیم اور ہیکل اور عید فسح نہایت ہی پیارے اور عزیز نام تھے۔ ان ناموں کے متعلق پرانے عہد میں ایسے عجیب وغریب بیان وابستہ تھے جو کسی مذہبی کتاب نے آج تک دُنیا کو نہیں دیئے۔ یہودی بچے جو یروشلیم سے باہر دیہات میں ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں اُن کے بیانات پڑھتے تھے جو پرانے عہد میں مذکور ہیں تو اُن کے چھوٹے چھوٹے دلوں میں یروشلیم اور ہیکل اور عید فسح کی خوشیوں کے خیالات سخت بے چینی پیدا کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے والدین کو بار بار یروشلیم جانے کی بابت پوچھتے رہتے تھے۔ اماں کب یروشلیم کو چلو گی؟ بابا عید فسح کب آئیگی۔ تم کب یروشلیم کی زیارت کرنے چلوگے۔ تم کب خدا کے گھر قربانی چڑھانے جاؤ گے؟ ایسے ایسے سوالوں سے بچے والدین کا ناک میں دم کر دیا کرتے تھے۔ خصوصاً وہ بچے جو پرانے عہد کی تعلیم سے فارغ ہو جاتے اور بلوغت کو پہنچ جاتے تھے یروشلیم اور ہیکل اور عید فسح کے نظاروں کے لئے سخت بے چین رہا کرتے تھے۔ جو لڑکے یروشلیم کے کالج میں تعلیم پانے کی امید رکھتے تھے اُن کے لئے یہ پاک اسما اور بھی زیادہ قدر و منزلت رکھتے تھے۔

یسوع مسیح نہ صرف یہودی بچہ تھا۔ بلکہ وہ داؤد کی نسل کا بچہ تھا جس کے آبا و اجداد کی زندگی کے کارناموں سے پُرانا عہدنامہ بھرا ہوا تھا۔ پُرانا عہدنامہ داؤد کے شاہی خاندان کی سوانح عمریوں کا مجموعہ تھا۔ یہ پُرانا عہدنامہ اس کے نوک زبان تھا۔ وہ حکمت الٰہی سے معمور ہو چکا تھا۔ اس کے لئے یروشلیم اور ہیکل اور عید فسح دیگر یہودی بچوں سے بہت زیادہ قدر و منزلت کے اسما تھے۔ وہ بلوغت کو پہنچکر ان کے نظاروں کے لئے طبعاً بے قرار تھا۔ اب عید فسح بھی قریب آگئی تھی یسوع مسیح بارہ سالہ عمر کو پہنچکر کمتبی تعلیم ختم کر کے شریعت کا فرزند بن چکا تھا۔ اس بلوغت کا ناصرت میں اعلان ہو چکا تھا۔ عید فسح کی خوشی میں شریک ہونے اپنے باپ داؤد کے شہر کو دیکھنے۔ اسرائیل کے خدا کے گھر کی زیارت کرنے کے لئے وہ سخت بیقرار تھا۔ وقت مقررہ پر وہ اپنے والدین کے ہمراہ خوشی خوشی یروشلیم کو آیا ہوگا انجیلی عبارت اس امر کا بیان کرتی ہے جو ہم نے انسان کامل کی خودشناسی کے ثبوت میں نقل کی ہے۔

عبارت زیر نظر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کے والدین کا عید فسح کے لئے جو پروگرام تھا وہ چھوٹا پروگرام تھا جس میں معمولی رسم و رواج کی تکمیل پائی جاتی تھی۔ اس پروگرام میں والدین نے اپنے عجیب وغریب بچہ کے خیالات و جذبات کا پاس نہ کیا تھا۔ اس کے سوا اس خوشی کے وقت کے لئے یسوع مسیح کا ایک اپنا پروگرام تھا جس میں اس نے اپنی خوشی کے وقت کو خاص خاص کام کرنے کے لئے تقسیم کیا ہوا تھا اُس نے والدین کے ہمراہ ہو کر پہلے ان کے پروگرام کی تکمیل کی باقی وقت اُس نے اپنے پروگرام کی تکمیل کے لئے خرچ کیا جس کی آگاہی والدین کو نہ تھی۔ اس لئے عید فسح کے موقع پر یسوع مسیح اور اُس کے والدین میں جدائی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے حضرت یوسف و مریم کو تھوڑی تکلیف اُٹھانی پڑی جس کا ہماری سندی آیات میں اظہار کیا ہے۔

بالغ یہودی بچے بعد بلوغت کے اپنے قول و فعل کے خود ذمہ دار ہوتے تھے۔ وہ بھلائی بُرائی کو انتخاب کرنے میں مختار تھے۔ اُن کے والدین اُن کے مشیر سمجھے جاتے تھے۔

اس عمر کے بچے ہر ایک امر میں والدین کے مشوروں پر ہی سب کام نہ کرتے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے انتخاب اپنے والدین پر پوشیدہ رکھ سکتے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے طرز عمل والدین سے چھپا سکتے تھے۔ والدین اس عمر میں اپنے بچوں پر اس بات پر پورا اعتماد رکھ سکتے تھے کہ وہ بھلائی بُرائی کا کامل امتیاز رکھتے ہیں۔ وہ بالغ بچوں کی زندگی کے رازوں

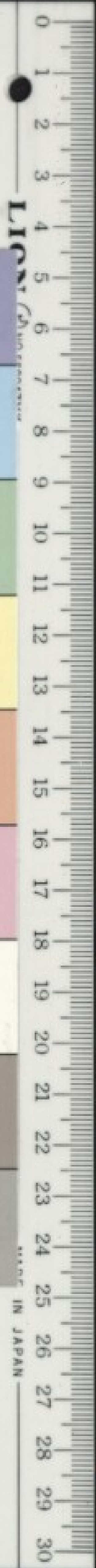
کو جانے کے خواہشمند رہتے تھے۔ اس وجہ سے یسوع مسیح اپنی بلوغت میں ایسا پروگرام بنا سکتا تھا جس کی والدین کو اطلاع نہ ہو وہ بالغ تھا اور اپنے نفع نقصان کر اپنے لئے چننے کا پورا اختیار رکھتا تھا۔

اب ہم اصل مطلب کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ سب سے اول ہم اس غلط فہمی کی صفائی کرتے ہیں جو یسوع مسیح کی تیس سالہ زندگی کی بابت مخالفین مسیح نے پیدا کی ہے۔ وہ غلط فہمی یہ ہے کہ گویا یسوع مسیح تیس برس تک اپنے ملک و قوم و مکان سے نکلکر دوسرے ملکوں میں حکمت و فلسفہ سیکھنے گیا۔ یہ بہتان مسیحی مذہب کے مخالفوں نے اس بنیاد پر باندھا کہ اُن کی نظروں میں یسوع مسیح تیس برس تک دنیا کی نظروں سے غائب رہا۔ لیکن ہماری سندی آیات اس بہتان عظیم کو جڑ سے اکھاڑتی ہیں۔ اس دروغ بے فروغ کو انہیں کے سر پر ڈالتی ہیں جنہوں نے اس بہتان عظیم کو پیدا کیا تھا۔ آیات زیر نظر میں آیا ہے کہ بعد عید فسح کے یسوع مسیح اپنے والدین کے ساتھ ناصرت کو گیا اور اُن کے تابع رہا۔ یہ الفاظ اُن کے یوحنا سے رو برو آنے کے وقت تک کے زمانہ پر حاوی ہیں۔ اس کی ملک کنعان و قوم و مکان سے غیر حاضری کے خیال کو نا ممکن الوقوع ثابت کر رہے ہیں۔ اس کے سوا یسوع مسیح کی خاندانی میراث میں پُرانا عہدنامہ آیا تھا جس سے کہ بڑھ چڑھ کر اُس وقت کی دنیا کے تختے پر کتاب ناپید تھی۔ اور آج تک ناپید ہے۔ تمام دنیا اس وقت اس کتاب کی محتاج تھی۔ اسے یسوع مسیح نوک زبان کر چکا تھا۔ اسے کون سی ضرورت پیش آسکتی تھی کہ وہ کلام الٰہی کو چھوڑ کر اپنی قوم کو اور اپنے گھر کو چھوڑ کر غیر اقوام کے باطل مذہب سے سچائی تلاش کرنے نکلے۔ پس الزام مذکورہ مخالفین مسیح کی باطل ایجاد ہے۔ جسے انجیل بیخ و بن سے اکھاڑ رہی ہے۔ انجیل سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح عید فسح کے بعد اپنے والدین کے ساتھ ناصرت کو واپس گیا۔ وہ اپنے والدین کے تابع رہا پھر بالغ ہو کر بھی تابع رہا اور اس وقت تک تابع رہا جب تک وہ دنیا کی نجات کے کام کو شروع کرنے کے لئے گھر سے نہ نکلا تھا۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہر ایک یہودی بچہ کے لئے یروشلیم و عید فسح و ہیکل انتہا درجہ کی دلچسپی کی چیزیں تھیں اور خصوصاً یسوع مسیح کے لئے نہایت دلچسپی کی چیزیں تھیں۔ ان تینوں میں سے ہیکل سب پر فوقیت رکھتی تھی جس میں حاضر ہونے کا یسوع مسیح نے خود اپنا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ یسوع مسیح ہیکل میں رہنے کو ضروری سمجھتا تھا۔ اسے قوم کے امام اور استادوں سے ملنا تھا۔ اس کے کچھ شخصی خیالات و معاملات تھے جو قوم کے امام و استادوں سے متعلق تھے۔ اس نے یروشلیم کے دو کالجوں میں سے کسی ایک میں تعلیم پانے کا انتظام تو کیا ہوا تھا۔ نہ یروشلیم میں تعلیم پانے کے خرچ اخراجات کا بوجھ اُس کے غریب والدین اُٹھا سکتے تھے۔ تو بھی ہیکل میں اسے ضرور رہنا تھا۔ اس نے قوم کے امام پر اپنی علمی لیاقت کو ضرور ظاہر کرنا تھا۔ قوم کے استادوں اور ہادیوں پر اپنی معلومات کی وسعت و خوبی کو ضرور دکھانا تھا چنانچہ وہ ہیکل گیا اور وہاں سوال و جواب کرایا گیا۔ یہ سوال و جواب اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ اس نے یروشلیم کے دارالعلوم میں امتحان دیا۔ اُس کی بھی ضرورت تھی۔ اُس نے یروشلیم کے کالج سے علمی ڈگری حاصل کرنی تھی۔ اُس کا پروفیسروں نے امتحان کیا۔ اُس کی علمی ڈگری میں اس کے لئے لکھا گیا کہ جتنے اُس کی سُن رہے تھے۔ اُس کی سمجھ اور جوابوں سے دنگ تھے۔ پس بیج بھری علمی استعداد کے اعتبار سے اپنے زمانے کے استادوں کو دنگ اور حیران کرنے والا تھا۔

اس کے سوا اس کی خود شناسی کا اظہار بھی حیرت انگیز ہے۔ "مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے"۔ یہ الفاظ اُس کی انوکھی خود شناسی اور خدا دانی کا اظہار کرتے ہیں یہ کلمتہ اللہ کا پہلا الہام ہے۔ یہ اُس کے الہام کی پہلی وہ صداقتیں ہیں جو اُس کی آئندہ زندگی کا سانچہ ہیں اور اہل دنیا کی ہم زمانہ بلوغت انسانی تاریخ میں ایک یسوع مسیح کی ہی وہ شخصیت رکھتا ہے جو خود شناسی اور خدا شناسی میں پہلا اور پچھلا ہے۔ اس کی خود دانی اور خدا دانی اپنے معانی و مطالب میں صرف اپنی آپ ہی نظیر ہے وہ خود شناسی اور خدا شناسی کی جس بلندی تک پہنچا ہے وہاں تک کسی بشر کے خیالی پرندوں نے کبھی پرواز نہ کی تھی۔ اُس کی ذہنی صفائی اور ذہنی بلندی کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس نے الوہیت اور انسانیت کو اصلی اور حقیقی مراتب میں ایسا دیکھا کہ اُن کی شان میں آج تک کوئی تل برابر اضافہ نہیں کر سکا ہے۔

ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایک بشر ہمیشہ سے خودی اور خدا دو معمے لاحل چلے آئے ہیں۔ لوگوں نے نہ صرف اُن کی جدا گانہ ہستی کی بابت بہت کچھ سوچا اور لکھا ہے۔ بلکہ اُن کے باہمی رشتے کی بابت بہت کچھ کہا سُنا۔ ان لوگوں کی تحقیقات کے نتائج بھی اہل مذہب کی آگاہی میں آئے ہیں۔ درحقیقت ان تمام نتائج اور عقائد میں وہی کمی نظر آسکتی ہے جسے خداوند یسوع مسیح نے پورا کیا ہے اُس نے انسانی خودی اور خدا کو جو مرتبہ دیا ہے وہ ہر ایک روشن ضمیر انسان کے قبول کرنے کے لائق ہے۔ اُس نے انسانی خودی کو نبوت اور خدا کی ابوت دی ہے ان دونوں حقیقتوں کو اُن کی اصلی اور حقیقی جگہ پر سرفراز کرنے سے اس نے کائنات کی تمام پیچیدگیوں کو ہمیشہ کے لئے کھول دیا ہے۔ درحقیقت اس نے عالم دینی اور غیر دینی کی چھان بین کر کے اُس کے پوشیدہ راز ظاہر فرما دیئے۔ اُن کے باہمی رشتے دکھا دیئے اُن کی باہمی نسبت کا تعین فرما دیا یہی دو حقیقتیں علم فلسفہ کے بنیادی پتھر ہیں۔ انہیں کو ذہن اور علت العلل کہتے ہیں انجیل نویس یسوع ناصری کی خود شناسی اور خدا شناسی کا ذکر کرتا ہوا یہ بھی لکھتا ہے کہ یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا۔



اگر ہم ان الفاظ کا ذکر کسی نمبر میں کر چکے ہیں تو بھی یہاں پر ایک اور بات کا ذکر کرنا ضروری ہے اور۔ وہ یہ ہے کہ مقبولیت میں ترقی اس کا حقیقی اور اصلی حق تھا۔ اُس نے خود خدا کی ابوت کو اور عام طور سے کل بنی آدم کی اور خاص طور سے اپنی بنوت کو دریافت کیا تھا۔ اُس نے خدا اور بنی آدم کے درمیانی رشتہ کو معلوم کیا تھا۔ جو محبت کا رشتہ ہے۔ اُس نے باپ سے محبت کی اور باپ کے تمام بیٹوں سے محبت کی وہ خدا باپ اور کل بنی آدم سے محبت کرتا ہوا کیسے نامقبول ہو سکتا تھا؟ خدا اور انسان کی مقبولیت اُس کا حق تھی۔ اور وہ اپنی بارہ سالہ عمر سے لیکر ۳۰ سالہ عمر تک مقبولیت میں ترقی کرتا گیا۔ بلکہ وہ تیس سالہ عمر سے آجتک مقبولیت میں ترقی کرتا آیا ہے۔ وہ شخص جو ان معانی کے یسوع ناصری کو نامقبول ٹھہراتا ہے مسیحیت کے حدود میں وہ ہرگز انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

سادھو سندر سنگھ

آپ اڈیٹر کوکب ہند کو لکھتے ہیں۔

مائی ڈیر پادری صاحب

میں آجکل بمبئی میں ہوں اور ۲۸ جنوری کو بذریعہ جہاز یہاں سے مصر اور یروشلم کے لئے روانہ ہو جاؤنگا۔ اور دو ہفتے مصر اور پلیسٹائن میں رہ کر یورپ میں جہاں جہاں بلایا ہے جاؤنگا۔ مہربانی سے بذریعہ دعا مدد فرماتے رہیں مشکور ہونگا۔

مجھے مہاتما گاندھی نے بھی بلایا تھا میں دو روز یعنی ۲۰ اور ۲۱ تاریخ کو ان کے ساتھ رہا۔ خوب بات چیت ہوئی وہ مسیح کی بڑی تو تعظیم کرتے ہیں۔ لیکن مسیحی لوگوں کی زندگی میں مسیح کو نہیں دیکھتے۔ اس لئے کسی قدر متنفر ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کیجئے۔ اب میرا دلی سلام آپ سب کی خدمت میں قبول ہو۔ اور پلیسٹائن سے پھر لکھونگا۔ آپکا مسیح میں (سادھو) سندر سنگھ (کوکب مطبوعہ ۳ فروری ۱۹۲۳ء)

شراب کے ٹھیکوں کی نیلامی

ہمعصر بندے ماترم مطبوعہ ۶ فروری ۱۹۲۳ء ٹھیکہ جات شراب کی نیلامی مسلح پولیس کی نمایش" کی سرخی دے کر مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ باوجود لوگوں کی مزاحمت کے ذیل کے ٹھیکہ داروں نے شراب کے ٹھیکے لیکر ہی چھوڑے۔ ٹھیکہ داروں کی بہادری بھی قابل داد تھی۔ خواہ اُن کے ساتھ کچھ ہی بیتی پر آخر مطالب لے نکلے۔

وشیہ آج ٹھیکہ جات شراب کی نیلامی ہوئی تھی۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر کے اندر کارروائی شروع ہوئی۔ دفتر کے ارد گرد پولیس ہی پولیس دکھلائی دیتی تھی اور کسی شخص کو دفتر کے قریب تر پھٹکنے نہ دیا جاتا تھا۔ جو ٹھیکہ دار ٹھیکہ لیکر باہر آتا تو اُس کو پبلک بہت شرمندہ کرتی تھی۔ کئی ٹھیکہ داروں کے گلے میں پبلک نے جوتوں کے ہار پہنا کر اُن کا استقبال کیا اکثر ٹھیکہ دار اِدھر اُدھر دوڑتے دوڑتے پریشان پھرتے تھے کبھی کسی پولیس افسر کے کمرہ میں پناہ لیتے تھے۔ وہاں سے کرا جواب ملنے پر دیوانے کتے کی طرح بھاگتے تھے اور وہ ان کی یہ ہیبت کذائی دیکھکر پیچھے تالیاں پیٹتے تھے ی کی پگڑی سر سے اُتر کر گلے میں پڑی ہوئی تھی۔ اور اُن کے چہرہ کی ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا۔ ہر طرح سے امن رہا۔ ٹھیکہ جات حسب ذیل نیلام ہوئے:۔

(۱) ٹھیکہ بیرون ہاتھی گیٹ ۲۰۰۰۰ رکھا رام ٹھیکہ دار

(۲) بیرون دروازہ رام باغ ۸۱۰۰ روپیہ حاکم رائے ٹھیکہ دار

(۳) دروازہ خزانہ ۱۶۱۰۰ روپیہ پرتاپ سنگھ ٹھیکہ دار

(۴) دروازہ بھگتاں والہ ۱۲۵۰۰ روپیہ پرتاپ سنگھ چاول والا

(۵) سلطان ونڈ ۱۵۶۰۰ گوپال داس بوٹا رام۔

(۶) دروازہ مہاں سنگھ ۱۲۰۰۰ روپیہ۔ کرپال سنگھ"

اس قصہ سے گورنمنٹ کے بے الزام ہونے پر دلالت ہوتی ہے۔ شراب نوشی کی لعنت کے حامی ہمارے بھائی ہیں جو شراب فروشی پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کو تیار ہیں۔ اب ان زبردست ہموطنوں کو کون روکے جو ایسی خاطر تواضع کی حالت میں ٹھیکے لے گئے جس کا ذکر بندے ماترم نے کیا ہے۔

دُنیا نے امریکہ کا کیا دینا ہے؟

اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر کیلاگ مرحوم نے سہارنپور علم الٰہی کے مدرسہ میں لیکچر دیتے ہوئے انگلینڈ کے ایک یہودی دولتمند کی دولت کی یہ کیفیت بیان فرمائی تھی کہ دُنیا کی تمام سلطنتیں اُس کی مقروض ہیں۔ آپ نے ہر ایک سلطنت کے قرض کا شمار بھی دیا تھا۔ مگر سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد دنیا کی آگاہی میں سب سے زیادہ دولتمند ملک امریکہ آیا ہے۔ امریکہ نے جو قرض صرف غیر ممالک سے لینا ہے اس کا شمار ہی امریکہ کی دولت کا کچھ حال ظاہر کر سکتا ہے۔ ذیل کے اعداد و شمار کو پڑھکر امریکہ کی دولت کا اندازہ کر لیا جائے۔

آرمینیا	۱۲۹۶۹۷۸۶۱۶ ڈالر
آسٹریا	۲۴۷۷۷۳۸۰۱۹ ڈالر
بلجیم	۴۰۹۲۸۷۵۵۷۹۹ ڈالر
کیوبا	۹۰۲۵۵۰۰۰۰ ڈالر
زکوسلواکیہ	۹۹۳۰۴۶۹۳۹۶ ڈالر
استھونیا	۱۵۳۸۸۸۱۳۹۷ ڈالر
فنلینڈ	۸۰۰۸۰۲۶۵۹۱ ڈالر
گریٹ برٹن	۴۵۷۳۶۲۱۶۴۲۱۰۷ ڈالر
فرانس	۳۶۳۴۹۱۱۸۰۱۸۳ ڈالر
یونان	۱۵۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر
ہنگری	۱۷۳۶۴۱۰۶۸ ڈالر
اٹلی	۱۸۰۹۱۱۲۹۳۱۷۰ ڈالر
لتویہ	۵۵۱۹۲۴۹۶۶ ڈالر
لبریا	۲۷۵۶۰۰۵ ڈالر

لتھونیہ ۵۴،۹۷،۹۰۸۳ ڈالر

پولینڈ ۱۴۵۴۹۹۱۰۳۹۴ ڈالر

رومانیہ ۳۹۶۰۷۰۲۴۰۳ ڈالر

روس ۲۱۸،۲۱۸۵،۵۵ ڈالر

سرویا ۵۵۹۳۱۹۵۸۰۰ ڈالر

کل میزان ۱۶۷،۴۸۰۲۳،۱۱۰۸ ڈالر

غزل

انیس ماند رفیقاں نہ دوستدارانند
وے غم والم دایس غمگسارانند

خبر مپرس زآوارگانِ دشتِ گناہ
گراسپ وحشتِ خود ہمرہ صبا رانند

نہ من نقطہ بدر پاکِ توجبیں سایم
گدائے کوچۂ عشقِ توشہریارانند

قتیلِ غمزۂ چشمِ تو من نیم تنہا
شہیدِ خنجرِ ابروئے تو ہزارانند

بسانِ سرمہ براو تو خاکسار شدم
کہ جاگرفتہ بچشمِ تو خاکسارانند

کسے کہ عشق نہ کردست غافل ست ازخویش
سبوکشانِ مئے شوق ہوشیارانند

نصیر کشتِ امل چوں نہ خندہ زن باشد
کہ آہ وگریۂ من رشکِ ابروبارانند

ولہ

چمن طراز ہوئی صحنِ بوستاں کے لئے
دعائے خیر کرو چشمِ خونفشاں کے لئے

وفورِ داغ سے دل باغ باغ ہے میرا
بہارِ زینتِ گلشن سے باغباں کے لئے

ہوائے گلشنِ ہستی کثیف ہے اے مرگ
مجھے اٹھا چمن آرائے کُن نکاں کیلئے

کبھی نہ کھائیو بلبل فریبِ فصلِ بہار
کہ ہوگا خندۂ گُل برق آشیاں کے لئے

اجل ہے قافلہ سالارِ کاروانِ حیات
نفس جرس کی ہے آواز کارواں کیلئے

حیات مایۂ قہر وعذاب ہے اے خضر
اجل کا لُطف نہ کھو عمرِ جاوداں کے لئے

نصیر عالم بالا ہوا نہ دبالا
ہماری آہ نے تھے جب آسماں کیلئے

نصیر از کرنال

مسیحی قومی زندگی میں خطراتِ عظیم

نمبر چہارم

(از قلم منشی حشمت اللہ قریشی سیکنڈ ماسٹر ٹیپٹ مشن سکول شملہ کارٹ روڈ نمبر ۱۳۶)

مسیحی جماعت کے عیوب ونقائص

اوّلاً۔ ہمارا ایک بڑا بلکہ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ ہندوستانی مسیحی جماعت میں انگریزیت کو اختیار کرنے کا ایک عام رجحان پایا جاتا ہے اور ہم میں انگریزی تقلید کا عنصر روز بروز غالب ہوتا جاتا ہے۔ اب مشکل امر یہ ہے کہ انگریزی لباس اور انگریزی طریق معاشرت کے لوازمات میں یہ بات بھی داخل ہو رہی ہے کہ ان کو اختیار کرنیوالا ہندوستانیت کی سطح سے گویا بہت بلند وبالا اور ارفع ہو جاتا ہے۔ اس حماقت وجہل کی وجہ سے ہماری جماعت میں سے آئے دن صدہا جوان نکلتے جا رہے ہیں جن نوجوانوں پر ہماری آئندہ امیدوں کا دارومدار ہونا چاہئے تھا وہی ہندوستانی مسیحی جماعت سے الگ برگشتہ اور منحرف ہو رہے ہیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ چند روپے کے فائدے کے لئے ہمارے نوجوان اپنی قومیت سے منکر ہو جاتے ہیں وہ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ خود کو انگلو انڈین بتانے سے انہیں ذرا زیادہ تنخواہ کی ملازمت مل جاتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ یہیں ختم ہو جاتا تو صبر کر لیا جاتا مگر آفت تو یہ ہو گئی کہ اس کا اثر بہت دور تک پہنچتا ہے۔ مثلاً ان لوگوں کی اولاد ہندوستانی قومیت کو چھوڑ کر خاص الخاص یورپین بننے کی تمنا کرتی ہے اور اُن کی اولاد میں ہم ہندوستانیوں کی طرف سے ایک خاص نفرت پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب سے وہ ہم ہندوستانیوں سے ملنے جلنے میں اپنی ہتک اور خفت سمجھتے ہیں۔

اب یہ ظاہر ہے کہ جس طرح کوئی جسم روح اور جان کے بغیر زندہ نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح کوئی قوم بغیر جوشِ قومیت کے زندہ قوم نہیں کہی جا سکتی۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں قوم پر ادبار پڑ گیا۔ یا فلاں قوم بگڑ گئی تو اس کا ہمیشہ یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ وہ قوم دنیا کے طبقہ سے ہی اُٹھ گئی ہے۔ یا اُس کا کوئی فرد نہیں رہا۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ بد قسمتی سے اُس قوم کے اندر مادہ قومیت نہیں رہا۔ یعنی وہ جوشِ قومیت نہیں رہا جس سے قومیت کی بُنیاد پڑتی ہے اور جس سے ایک قوم بمقابلہ دوسری کے تمیز کی جاتی ہے۔ قومیں کب بگڑتی ہیں اور اُن کے عروج میں کب فرق آتا ہے؟ اُس وقت جبکہ اُن میں قومیت کا مادہ یا جوش نہیں رہتا۔ یا اُس میں ضعف آجاتا ہے۔ جو قوم اپنی قومیت کو چھوڑ دیتی یا اُس سے دُور جا پڑتی ہے تو وہ مُردہ ہو جاتی ہے۔ اس میں سے وہ جوش نکل جاتا ہے جسے دوسرے الفاظ میں قومی عزت کہا جاتا ہے۔ قومیت یا جوشِ قومیت اور خصائلِ قومیت سے دست بردار ہوتے جانا اپنے آپ کو ایک ایسے گڑھے میں گرانا ہے جس میں پہلے ہی صدہا قومیں غرق ہو چکی ہیں۔ جن قوموں نے تنزل میں ہو کر ترقی پائی

اور عروج حاصل کیا ہے اور جنہیں ریفارمیشن کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اُن کا ہمیشہ یہ اصول رہا ہے کہ باوجود سب قسم کی فتوحات اور اکتساب فضائل کے اپنی قومیت اور اُس کی خصوصیات کو نہ چھوڑا جائے یہی اصول اور معاہدہ تھا جو اُن قوموں کی مستقل درستی اور عزت کا باعث ہوا ہے ہر طاقت اور ہر وجود میں ایک ایسی خواہش موجود ہے کہ جسے آن کہا جاتا ہے اس آن ہی سے اس طاقت یا وجود کی وقعت اور حُرمت ہوتی ہے۔ کوئی قوم اُسوقت تک حقیقی صلاح وفلاح کی مالک نہیں ہوسکتی جب تک اُس میں جوشِ قومیت اور حب الوطنی نہ ہو اور جوشِ قومیت اُس وقت پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ قومی خصوصیات زندہ اور موجود نہ ہوں۔ وہ قومی خصوصیات کیا ہیں؟ ایک قومی نشان۔ لیکن جس کا کوئی نشان یا امتیازی خصوصیت نہیں وہ ایک مردہ قوم ہے اور جو قومیں قومیت کو ایک فرضِ عین سمجھتی ہیں اور اپنی قومیت کی دلدادہ اور فدائی ہیں اُن کی نگاہوں میں قوم فروش یا قومیت شکن لوگ ہرگز ہرگز عزت اور وقعت کی نگاہوں سے دیکھے نہیں جاسکتے۔ یعنی کوئی قوم کسی دوسری ترقی یافتہ قوم میں ملجانے سے یا اُن کے آثار وخصوصیات کو قبول کرنے سے قوم نہیں بن سکتی اور نہ عزت کے ساتھ اپنی قومیت کو قائم رکھ سکتی ہے۔ تاوقتیکہ اس میں اپنی قومیت کی خصوصیات اور آثار نہ پائے جائیں۔

کتاب نیشنل لائیف اینڈ کیرکٹر کا نامدار مُصنّف کہتا ہے کہ سلطنت روما کے زوال کا باعث یہ ہے کہ اُس میں قومیت کے احساس کا مادہ نہیں رہا تھا جو قوم قومیت کے خیال کو محسوس نہ کرے اور ملکی ہمدردی کی پوری داد نہ دے۔ جس قوم کے افراد اپنی ذاتی ترقی و فوائد کو قوم کی بہتری وبہبودی کے لئے نثار کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں زمانہ اُس قوم کو حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے بہت جلد مٹا دیتا ہے۔ یہ بالکل صحیح اور درست خیال ہے۔ تجربہ بھی اس کا شاہد ہے پس قومی حمیت اور قومی غیرت اور عصبیت کی موجودگی ہی ہے کہ جس پر ایک حد تک قوم کی ہستی اور بہبودی کا دارومدار ہوتا ہے۔ کیونکہ جس قوم میں قومی جوش اور غیرت نہیں وہ ایک مُردہ قوم ہے۔ بلکہ وہ قوم کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہے۔ جب تک ہم میں سچی حب الوطنی اور قومیت کا حقیقی جوش نہ صرف خاص خاص افراد میں بلکہ ہر ایک متنفس میں جو مسیحی ہونے کا دعویدار ہے پیدا نہ ہوگا اور قومیت کا ایسا ہی پاس نہ ہوگا جیسا کہ دیگر غیرت مند اقوام میں پایا جاتا ہے تب تک مسیحی قوم ایک زندہ اور نامور قوم نہیں کہلا سکتی۔

ہمارے غیر مسیحی برادرانِ مُلک کی طرف سے ہم پر یہ اتہام والزام لگایا جاتا ہے کہ ہندوستانی مسیحی ایک قومیت شکن جماعت کے افراد ہیں۔ اور عام طور سے ہندوستانی مسیحی حُبّ الوطنی کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں اور انکو نہ اپنی قومی عزت کا پاس ہے اور وہ ہندوستانی قومیت کو خیرباد کہکر پرفیین بنتے جاتے ہیں اور بننے کے زیادہ خواہشمند ہیں۔ خاص اسی سبب سے قومی حمیت وغیرت کا جوش اُن میں نہیں رہا۔ یہ بالکل صحیح الزام ہے۔ واقعی ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم نہ تو ہندوستانی ہی ہیں اور نہ انگریز۔ کالے صاحب بن گئے ہیں جو خالص ہندوستانی ہیں اور ہندوستانی فیشن اور معاشرت کے دلدادہ ہیں وہ ایسے نقلی انگریزوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور علی ہذا فیشن میں آئے ہوئے انگریزان کو پسں اتحاد کس طرح ہوسکتا ہے اور سب مسیحی ملکر ایک متحد ہندوستانی قوم کس طرح بن سکتی ہے! ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ واقعی ہماری حالت نہایت ہی دردناک ہے اور نوحہ کرنے کے قابل ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں اپنی ترقی کا اعتماد ہو تو کیونکر ہو؟ حامیانِ قوم اسبات کو بخوبی ذہن نشیں کرلیں کہ ہندوستانی مسیحیت ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ ہر ایک مسیحی کمال فخر کے ساتھ ہر وقت یہ کہنے کو تیار نہ ہو کہ **میں ہندوستانی ہوں**۔ قومی ترقی قومی غیرت کے بغیر قطعی محال ہے اگر ہمارے تقلیدی بھائیوں کا یہی حال رہا تو سخت اندیشہ ہے کہ جو نقصان آجتک ہماری مسیحی جماعت کو پہنچا ہے اُس کی مقدار بہت زیادہ ہوجائیگی اور تعجب نہیں کہ اُس حد تک پہنچ جائے کہ تلافی ناممکن ہوجائے اور مسیحی قوم کا نام صفحۂ ہندوستان سے مٹ جائیگا ہماری جماعت کے لئے یہ بہت بڑا خطرہ ہے اور ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس سے اس کا سدباب ابھی سے ہوجائے۔ ہم نے اس اہم مسئلہ کو خاص نقطۂ نظر سے دیکھا ہے۔ اور ہمیں صرف اس بات کا قلق ہے کہ جوانوں کی اس قومیت شکن اور قوم فروشی کے باعث ہماری جماعت دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے اور مشن سکولوں میں تعلیم وتربیت ایسے اصول پر ہوتی ہے کہ لڑکوں کو ہندوستانی قومیت سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے ہر ایک بچہ کے دل میں قومی روح پھونک دی جائے۔ تاکہ وہ اپنی اوائل عمر ہی سے اس بات کا یقین کرے کہ وہ قوم کی خدمت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم میں وہ قومی جوش ہی قطعی معدوم ہوچکا ہے۔ جو کہ ایک زندہ قوم میں ہوا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس قوم میں قومیت کا جوش نہیں وہ مردہ قوم ہے۔ پس اس لحاظ سے **مسیحی قوم مُردہ قوم ہے** یا مردہ ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ہم نے چاہے مشنریوں کے طفیل دیگر معاملات میں لاکھ ترقیاں کیں۔ مگر اس مرحلہ میں ہم دیگر سب اقوام سے بہت ہی پیچھے اور پس ماندہ ہیں اور ہماری حالت قابلِ رحم ہے۔ یہی خاص وجہ ہے کہ گورنمنٹ کی نگاہ میں ہماری وہ قدر اور عزت نہیں جو کہ دیگر اقوام کی ہے۔ ہم نہایت درجہ ضلالت میں مبتلا ہیں اور باوجود اس ضلالت اور گمراہی کے خود کو ممتاز اور قابلِ عزت جانتے ہیں اور یہی جہلِ مرکب ہے۔

ایک نہایت تجربہ کار انگریز مشنری لکھتا ہے کہ دیسی عیسائیوں کا اس طرح سے بالکل مغربی بنجانا ایک ایسی قباحت ہے کہ جس کی وجہ سے نہایت اعلیٰ درجہ کے

ہندوستانی اصحاب مذہب عیسوی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور عیسائی مذہب اُن کی نگاہ میں ذلیل ہوگیا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کی اس واہیات حرکت کردہ قومی دلوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہندوستانیوں کی شخصیت معدوم ہوجاتی ہے اور حب الوطنی کا سچا خیال زائل ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ اُس آدمی کو جس نے عیسائی مذہب اختیار کرکے انگریزی لباس زیب تن کرلیا ہے اس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا اس نے اپنے ملک کی بے وفائی کا ثبوت دیا ہے اور اجنبیوں کی تقلید کرنے سے اپنے ملک کی فضیلت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ صاحب موصوف کا یہ فرمانا بالکل بجا و درست ہے۔ چنانچہ ہمارے ہندو مسلمان بھائی عموماً اس انگریزی لباس کے برخلاف اپنے خیالات کا اظہار بوسیلہ اخبارات وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کا مذاق بچشم عبرت ملاحظہ ہو۔

نظم اوّل

از چکیدۂ قلم ابوالحسن شیخ غلام جیلانی عاصی بی۔ اے

بلائیں آپ مجھ کو اب نہ ہرگز شیخ جی کہکر
کہ مجھکو سارے جنٹلمین اب کہتے ہیں ڈیل سٹر
یہ ہکلی ہکلی باتیں آپ کی بھاتیں نہیں مجھکو
ذرا تہذیب سیکھیں آپ بھی انگلینڈ میں جاکر
مزے لیتا ہوں کیا نام خدا اب سوپ چاری کے
چھری کانٹا رہا کرتا ہے اب ہر وقت ٹیبل پر
مجھے دیسی ڈریس سے سخت نفرت ہوتی جاتی ہے
اگرچہ دل کو ہے مرغوب تو نکٹائی اور کالر
بہت اکتا گئی ہے اب طبیعت سادہ پانی سے
میں اب ہر دم پیا کرتا ہوں سوڈا لیمونیڈ واٹر
پہنتا ہوں میں انگلش ہیٹ کو دستار کے بدلے
چھڑی کے بالعوض رہتا ہے میرے ہاتھ میں ہنٹر
میری توقیر ہے اب اس قدر ہر ایک کے دل میں
لکھا ہوتا ہے مجھ کو بیڑوں میں موسٹ آرڈسر
فٹن میں بیٹھ کر اب واک کو ہر روز جاتا ہوں
اُڑاتا ہوں ڈنر ہر شام کو پھر ایک دو ساغر
مجھے بھاتے نہیں اک آنکھ اخبارات اردو کے
پسند آیا میرے دلکو فقط اک پانیر پیپر
نہ مانگیں غیر مجھکو سیکھنے کی کیا ضرورت ہے
مجھے سرمایۂ صد ناز ہے انگریزی لٹریچر
یہ دیسی شو سے بھی افسوس مجھکو سخت نفرت ہو
پہنتا ہوں مگر فل بوٹ ڈاسن جس کا ہو میکر
کہا کرتے ہیں صاحب لوگ بھی گڈ مارننگ مجھ کو
بٹھاتے پاس ہیں وہ شوق سے مجھ کو چیئر دیکر
میری توقیر دل سے سارے جنٹلمین کرتے ہیں۔
سبب یہ بول لیتا ہوں میں انگریزی زباں فرفر
کبھی القاب ہے میں لکھا کرتا نہیں خط میں
بہت لکھا تو یہ لکھا ڈیئر انکل۔ ڈیئر فادر
خدا کے فضل سے یوں تو مجھے حسرت نہیں کوئی
اگر افسوس ہے دل میں تو ہے اک کالی رنگت پر

نظم دوم

ازنتائج طبع نربدا پرشاد ورما عاصی۔ گجیا دی

کیا اثر فیشن کا ہے لالہ سے مسٹر بنگئے۔
بنگئے لنڈن میں جا کر ہم بیرسٹر بن گئے
شورٹ ہٹ ہنگ کا بھلا لگتا ہے انجانب کو واہ
ایک چوہا بھی نہ مارا اور ہنٹر بن گئے۔
کیوں پئیں ہم سادہ پانی کس لئے؟ کسواسطے؟
جب ہمارے واسطے ہیں سوڈا واٹر بن گئے
خوش نصیبی دیکھئے فیشن کی برکت دیکھئے
ایک دم بہرہ بنے بہرے سے بٹلر بنگئے
ہیٹ کو سر پر سجا اور پاؤں میں ڈاسن کا بوٹ
کرتے اور پتلون سے صاحب بہادر بنگئے
شغل کچھ تو چاہئے تھا نازنینوں کے لئے
اس لئے ہر اک جگہ پر اب تو تھیٹر بن گئے

دیگر

کل اُنہیں دیکھا دونوں گلے صاف
زیر لب چار انچ داڑھی ہے۔
پوچھا میں نے جناب یہ کیا ہے؟
ہنس کے بولے فرنچ داڑھی ہے

نوٹس

ممبران گوجرانوالہ پریسبٹری کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ گوجرانوالہ پریسبٹری کا باقاعدہ اجلاس مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۳ء بروز منگلوار وقت ۴½ بجے شام بمقام گوجرانوالہ بستی بانسیاں منعقد ہوگا۔ سیشن بکس اور حساب کتاب کی کتابیں برائے ملاحظہ ہمراہ لاکر مشکور فرائیں۔ اور نیز آپ اپنے دیگر کاروبار کو اس طرح ترتیب دیکر تشریف لادیں کہ آپ کو پریسبٹری کے آخری اجلاس سے پیشتر ہی پریسبٹری سے غیر حاضر رہنے کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑے۔ زیادہ سلام۔

دستخط۔ پادری بوٹامل کلرک آف گوجرانوالہ پریسبٹری۔

ایشیا

لنڈن یکم فروری کی خبر ہے کہ لنڈن پریس کی ہند کی بابت مختلف رائیں ہیں سول نافرمانی پر بحث ہوئی اور اُس کی ناکامی کی بابت خبریں دی ہیں۔

لنڈن ۳۱ جنوری کی خبر ہے کہ سالویشن آرمی نے چین میں ایک سو لڑکیاں خریدی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک لڑکی ۳۰ شلنگ پر خریدی گئی ہے۔ اس بات کا ویسٹ منسٹر میں اشتہار ہوا کہ جنرل بوتھ نے

یہ حیرت انگیز سودا ان لڑکیوں کی شرمناک زندگی بسر کرنے سے بچانے کی غرض سے کیا گیا تاکہ انہیں سالویشن آرمی میں تعلیم و تربیت دیکر واپس چین میں بھیجا جائے۔ یہ عجیب و غریب سودا تاریخ چین اور سالویشن آرمی میں ہمیشہ یاد رہیگا۔

دہلی ۲ فروری کی خبر ہے کہ بغاوت موپلہ اگرچہ قریب اختتام تک پہنچی ہوئی ہے تاہم بالکلیہ نہیں مٹی ہے۔ موپلہ بغاوت کے دو سرغنہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اب تک آزاد ہیں۔

رنگون ۲ فروری کی خبر ہے کہ رنگون کے ایک کارخانہ کے علاقہ میں آگ لگ گئی پچاس گھر جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔

بمبئی ۲ فروری کی خبر ہے کہ نیو چین ملس اور بمبئی بیدہ ملس کے کارخانہ میں سٹرائک ختم ہوگئی مگر بمبئی یونائٹڈ ملس کے دو ہزار آدمی سٹرائک پر چلے گئے ہیں اچھی باری بندھی ہے۔

الہ آباد ۴ فروری کی خبر ہے کہ رائل فیلڈ آرٹلری بیٹری ۱۱۴ کے گارڈ روم سے ۵ رائفلس چوری ہوگئیں۔

شملہ ۳ فروری کی خبر ہے کہ وہاں پر بھاری برفباری ہوتی ہے۔

لنڈن یکم فروری کی خبر ہے کہ ہندوستان کی موجودہ حالت کی بابت ہوس آف کامنس میں بحث و مباحثہ کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں ہند کی پولٹیکل حالت نے تشویش پیدا کردی ہے۔

پانڈی چری ۲ فروری کی خبر ہے کہ وہاں مل ہینڈ کارخانہ میں پانچ ہزار مزدوروں نے سٹرائک کردی پولیس کو گولیاں چلانی پڑیں۔

رنگون ۳ فروری کی خبر ہے کہ رنگون میں آگ سے ۸۰ گھر جلے اور ۴۰۰ آدمی بے گھر اور بے در ہوگئے۔

باریسال ۲ فروری کی خبر ہے کہ وہاں پر تین آدمیوں نے مجسٹریٹ کو زہر دینے کی کوشش کی پکڑے گئے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔

مدراس ۲۶ - ۳۱ جنوری تک وومنس ٹیمپرنس یونین کے جلسے ہوئے جس کے ۷۰۰۰۰۰ لاکھ ممبرس تمام دنیا میں پھیلے ہیں اور تین ہزار اس کے ممبرس ہند میں منتشر ہیں۔ مستورات کے اس اتحاد نے دنیا کو پرہیزگار بنانے میں قابل تحسین خدمات انجام دی ہیں

رنگون ۴ فروری کی خبر ہے کہ رنگون کا کوڑھی خانہ خطرہ میں ہے مشکلوں سے آگ کی تباہی سے بچا ہے۔

بھوپال ۴ فروری کی خبر ہے کہ پرنس آف ویلز بھوپال میں تشریف فرما ہیں۔

دہلی ۶ فروری کی خبر ہے کہ گورنمنٹ انڈیا نے مسٹر گاندھی کے مطالبات کا جواب نفی میں دیا ہے۔

ہانگ کانگ ۳ فروری کی خبر ہے کہ گورنمنٹ بحری مزدوروں کے خلاف زبردست کارروائی کرنے والی ہے۔ سٹرائکر سیدھے کئے جائینگے۔

بمبئی ۴ فروری کی خبر ہے کہ مسٹر شوکت علی جیل میں فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ مگر یہ اسلام کے خلاف ہو۔ امید نہیں کہ یہ خبر سچی ہو۔

گورکھپور ۶ فروری کی خبر ہے کہ وہاں دو ہزار والنٹیر پولیس چوکی پر آ چڑھے اور ۲۱ سپاہیوں کو اینٹ روڑوں سے مار ڈالا۔ جو حال ننکانہ صاحب میں ہوا تھا وہی حال ان ۲۱ سپاہیوں کی لاشوں کے ساتھ کیا۔ حالات سخت دردانگیز ہیں۔

لکھنؤ ۶ فروری کی خبر ہے کہ بریلی کے ٹاؤن ہال پر قبضہ کرنے کے لئے ۵ ہزار والنٹیروں نے حملہ کیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کپتان پولیس روک تھام میں زخمی ہوگئے۔ باقی پولیس نے اس گروہ کو منتشر کیا۔ دو غوغائی مرے اور ۵ زخمی ہوئے اور چھ گرفتار کئے گئے۔

تیج پور ۳ فروری کی خبر ہے کہ مالیہ اراضی وصول ہو رہا ہے۔

لنڈن ۴ فروری کی خبر ہے کہ ایورسٹ پہاڑ کی نئی مہم سرگرمی سے تیاری کر رہی ہے کہ ایورسٹ کی باقی مزاحمت کا سر نیچا کرے۔

گورکھپور ۳ فروری کی خبر ہے کہ وہاں امن سبھا کا جلسہ قائم ہوا ۲۰۰۰ کی حاضری تھی۔ اس کے متعلق اچھے نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔

ایسٹ انڈین ریلوے پر سٹرائک ہے۔

گورکھپور ۶ فروری کی خبر ہے کہ گورکھپور کے ہندوؤں نے عدم تعاون کی تحریک سے لوگوں کو نفرت دلادی ہے

لنڈن ۶ فروری کی خبر ہے کہ سر لوئیس ڈین جیسے اہل الرائے صاحبان کا خیال ہے کہ ہند کی گتھی سلجھانے کے لئے ریاستوں کے حدود وسیع کردینے چاہییں۔

لنڈن ۶ فروری کی خبر ہے کہ ایورسٹ پہاڑ کی مہم مارچ کے آخر تک دارجلنگ میں اور مئی کے شروع میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ جائیگی۔

گوالیار ۸ فروری کی خبر ہے کہ آج پرنس آف ویلز گوالیار میں تشریف فرما ہیں۔

بمبئی ۷ فروری کی خبر ہے کہ آندھرا میں سول نافرمانی کا اثر امید سے کم نظر آیا ہے۔ یہ تعلقہ سول نافرمانی کے لئے نہایت موزوں سمجھا گیا تھا۔ مالیہ اراضی کی عدم وصولی کی یہاں پختہ امید تھی۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ۸۰ فی صدی سے زیادہ مالیہ اراضی وصول ہو چکی ہے۔

ایسٹ انڈین ریلوے سٹرائک رفتہ رفتہ پھیلتا جاتا ہے۔ الہ آباد ۹ فروری کی خبر ہے کہ وہاں سٹرائکروں نے نازک حالت کر رکھی ہے۔ لکھنؤ ۹ فروری کی خبر ہے کہ ٹرنڈلا میں سٹرائکروں کی حالت بدستور بے حل ہے

لاہور ۸ فروری کی خبر ہے کہ این ڈبلیو ریلوے پر بھی سٹرائک کی دھمکی ہے۔

لنڈن ۷ فروری کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ہندوستان کی حالت حاضرہ کی بابت انگلینڈ میں سخت تشویش ہے۔ وسیرائے ہند کی رپورٹ پارلیمنٹ کے لئے پہنچ گئی ہے۔ معنویانہ پریس کے خلاف کارروائی ہونے پر ہے۔

لکھنو الہ آباد بمبئی ۹ فروری کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ گورکھپور کے حادثہ نے عدم تعاون کے پیرو کاروں کی بابت بہت برا اثر پھیلایا ہے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ مسٹر گاندھی کو یہ مشورہ دینے کے لئے مجبور ہو گیا ہے کہ سول نافرمانی کو بند کیا جائے۔ بااثر لوگ اب گورنمنٹ کے طریق عمل کے شاکی نہیں ہے مسٹر گاندھی اور کانگرس کے طریق عمل کے شاکی ہو گئے ہیں۔

الہ آباد ۱۱ فروری کی خبر ہے کہ ایسٹ انڈیا ریلوے سٹرائک ترقی پر ہے۔ گاڑیوں پر مسلح فوجی پہرا رہتا ہے

الہ آباد ۱۰ فروری کی خبر ہے کہ بریلی میں اب امن ہے۔ بازار کھل گیا ہے پر یورپین سولجرس کا ابتک پہرہ ہے۔ کانگرس کمیٹی کے کارکن اور رضا کار قریبًا تمام گرفتار کر کے جیل میں رکھے ہوئے ہیں۔

طہران ۱۰ فروری کی خبر ہے کہ ۳ گھنٹے کی جنگ کے بعد کاسکوں نے طہران پر قبضہ کر لیا۔ کاسکوں کے ساتھ گورنمنٹ کے وفادار شامل تھے۔ سرکشوں کو شکست ہو گئی جو فرار ہو گئے ہیں۔

خبر ہے کہ کرنال۔ پانی پت۔ گھرونڈہ شاہ آباد کیتھل میں کانگریس اور خلافت دفاتر کی تلاشیاں ہوئیں پولیس بہت سے کاغذات اور رجسٹر وغیرہ اٹھا کر لیگئی۔

لنڈن ۷ فروری کی خبر ہے کہ ملک پیلسٹائن کے لئے قوانین کا مسودہ تیار ہو گیا ہے۔

یورپ

لنڈن ۸ فروری کی خبر ہے کہ آسٹریا کی حدود پر خفیف لڑائی ہوئی۔ حملہ آور بھگائے گئے۔ اندیشہ ہے کہ زیادہ سخت معاملہ نہ ہو جائے۔

لنڈن ۲۶ جنوری کی خبر ہے کہ ایک برٹش جہاز جو امریکہ جا رہا تھا پکڑا گیا۔ اس پر ۱۱۶۰۰ گوارٹ وہسکی لدی تھی جو جہاز اور ملاح اور وہسکی امریکہ نے قابو کر لی ہے۔ خوب ہوئی۔

لنڈن ۲۶ جنوری کی خبر ہے کہ جرمنی میں ایسے لوگوں پر مقدمہ چل رہا ہے جنہوں نے لاکھوں کے جعلی نوٹ بنا کر چلا ڈالے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ملزموں نے ۸۰۰۰۰۰ مارکس کے جعلی نوٹ بنا کر چلائے ہیں۔

ریاست زیکوسلوواکیہ وسط یورپ میں ایک سونے کی بڑی کان دریافت ہوئی ہے جس کی ایک ٹن مٹی میں ایک سے دو اونس سونا پایا جاتا ہے۔ لوہا اور تانبا بھی اس میں موجود ہے۔ غیر ملکی سوداگر ٹھیکے لینے کے لئے بھاگے جا رہے ہیں۔

لنڈن ۸ فروری کی خبر ہے کہ جرمن ریلوے کے کارکنوں نے سخت سٹرائک کر رکھا ہے۔ برلن میں سخت کوشش ہو رہی ہے کہ کارکنوں کو راضی کیا جائے۔

لارڈ کریو نے ہوس آف لارڈس میں ہندوستان کی نازک حالت پر توجہ دلائی ہے۔ مجلس عامہ میں لارڈ کرزن نے مشرقی معاملات کی طرف مجلس کو متوجہ ہونے کی ترغیب دی ہے۔ آپ نے ہند کی حالت حاضرہ کے خطرناک ہونے پر اشارے کئے ہیں۔

پیرس ۸ فروری کی خبر ہے کہ آئرلینڈ میں ابتک بدامنی ہے۔ آزادگی امن کے قیام میں امداد نہیں کر رہی ہے۔ آئرش رکر ڈنگ علاقہ تباہ کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۷ فروری کی خبر ہے کہ انگلینڈ میں ایک نئی بیماری پیدا ہوئی ہے جس سے بیمار کے منہ اور پاؤں پر خطرناک اثر پیدا ہوتا ہے۔

لنڈن ۸ فروری کی خبر ہے کہ جرمنی نے صرف ۳۱ ملین گولڈ مارکس کی ایک اور قسط تاوان جنگ میں ادا کرنی ہے جو ۳ کروڑ دس لاکھ گولڈ مارکس کے برابر ہوگی

لنڈن ۸ فروری کی خبر ہے کہ فرانس نے ایک نوٹ میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ جنیوا کانفرنس ۳ ماہ تک ملتوی ہو جائے۔

اٹلی ۷ فروری کی خبر ہے کہ کارڈنل رتی پوپ کے عہدے کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ آپ کئی زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے سینٹسٹ ہیں۔ آپ پائس ۱۱ویں کے نام سے پوپ کے عہدے پر سرفراز ہوئے ہیں۔

امریکہ

واشنگٹن ۹ فروری کی خبر ہے کہ امریکہ نے بطور نمونہ ۱۴ جنگی جہازوں کی ساخت و تعمیر موقوف کر دی ہے

رچمنڈ (ورجینیا) ۸ فروری کی خبر ہے کہ وہاں کے ہوٹل میں آگ لگ گئی۔ اس میں ۲۰ مہمان تھے۔ اس میں سے ۷ کا پتہ نہیں لگتا۔ تین جلی ہوئی لاشیں پائی گئی ہیں۔ ۲۵ کو خفیف نقصان پہنچا ہے۔

افریقہ

جوہانسبرگ ۷ فروری کی خبر ہے کہ تین ہزار سٹرائکر خود مختاری طلب کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو یہی جواب ہے۔

نوافشان کے کتنے خریدار آپ نے دیئے ہیں؟

تم سچائی کو جانوگے اور سچائی تم کو آزاد کریگی

کیا ایسا ملک جو سچائی سے نفرت کرتا ہے آزادی کا مستحق ہو سکتا ہے۔ فریب اور دغا کے بغیر تو ہمارا ملک کام نہیں کر سکتا۔ مانا کہ ہندو مسلمانوں میں اتفاق ہو گیا ہے اگرچہ وہ عارضی ہے۔ سودیشی کے متعلق کس قدر فریب ہو رہے ہیں۔ کل کی بات ہے میں بازار میں کپڑا لینے گیا۔ ایک کیس دھاری سیاہ پگڑی باندھے سکھ بزاز کی دوکان پر جا بیٹھا۔ میں نے کہا کہ کھدر ہے۔ کہا کہ ہاں موٹا کورا اٹھا میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے کہا میں نے کھدر مانگا ہے۔ کہا کہ یہ کھدر ہی ہے۔ میں نے کہا مجھے دیسی کھدر چاہئے۔ کہا کہ یہ بھی دیسی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو مانچسٹر کا بنا ہوا ہے۔ تو کیا جواب دیا کہ روئی تو ہمارے ہی دیس کی ہے۔

کیا اسی کا نام سودیشی ہے۔ اسی طرح کی دغابازیوں سے سوراج مانگتے ہو۔ ابھی تو ایسی دغابازیوں کا علاج بھی ہے پھر تو جو تمہارے من میں آویگی۔ کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ مجھے بدیسی کپڑے سے نفرت نہیں۔ نہ میں نے اسے ترک کیا ہے۔ لیکن جب بدیسی نہ ہوگا۔ تب تو اور بات۔ مگر یہ جو بدیسی سے نفرت کرتے اور دیسی کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ پیسے کی خاطر گاہکوں کو فریب دیتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ان کو حکومت ہاتھ آوے۔ خدا انگریزی گورنمنٹ کو سلامت رکھے۔ صرف اس قدر ہو جاوے کہ انگریز اور ہندوستانی برابر ہو جاویں۔ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو تب تمام خرابیاں دور ہو جائینگی۔ ہاں اگر پورا سوراج چاہتے ہو تو پہلے سچائی کو جانو۔ سچائی تم کو آزاد کریگی پھر تو خود خدا ہماری مدد پر ہوگا۔ خالی عدم تعاون لاحاصل ہے۔ چاہئے کہ تعاون سچائی سے ہووے اور ناراستی سے عدم تعاون۔ پھر سب کچھ مل جائیگا۔

واعظ

غریب مسیحی اور مربعے

پیارے ناظرین نورافشاں کو روشن ہووے کہ آجکل عام افواہ اُڑ رہی ہے کہ عیسائیوں کو مربعے مل رہے ہیں۔ جن کے لئے فی مربع دو صد روپیہ جمع کرنا پڑیگا اور آدھے کے واسطے ایک صد روپیہ پیشگی دینا پڑتا ہے۔ جس کے جمع کرنے کے لئے بیت لحم میں جو کہ ایک مسیحی گاؤں علاقہ بار میں آباد ہے ایک بینک بنایا گیا ہے۔ اس افواہ کو سن کر ہمارے دیہاتی مسیحی نہایت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ بیچارے روپے کی خاطر ادھر اُدھر مارے پھرتے ہیں۔ بندہ کے علاقہ کے مسیحیوں نے بھی سن کر آکر مجھ کو تنگ کیا کہ آپ بھی ہمارے لئے انتظام کریں سو ان کی درخواست کے بموجب بندہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۲ء گورداسپور میں دریافت کرنے کی غرض سے گیا۔ پہلے جا کر مکتی فوج کے ایک مشنری صاحب سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں بھی اس بات سے حیران ہوں۔ کیونکہ میرے علاقہ کے عیسائی بھی آکر مجھ کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے واسطے انتظام کریں ورنہ ہم امریکن مشن میں ہو جائینگے۔ سو میں نے اس کے لئے اچھی طرح سے دریافت کیا ہے۔ کسی زمین کا وعدہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ بلکہ یہ جھوٹی افواہ ہے۔ اس کے بعد بندہ پادری بدرالدین صاحب کے مکان پر گیا جنکا تعلق امریکن مشن سے ہے ان سے بھی دریافت کیا انہوں نے بھی کہا کہ یہ جھوٹی بات ہے پھر واپس آتے ہوئے جن جن گاؤں سے بندہ کا گذر ہوا اسی گاؤں کے مسیحیوں کو اسی فکر میں پایا۔ کوئی تو زیور بیچ کر روپیہ تیار کر رہا ہے کوئی سود پر روپے لینے کا انتظام کر رہا ہے۔ جس کو دیکھکر ازحد افسوس ہوا کہ اس زمانہ میں جبکہ لوگ آگے تنگ حال ہیں ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہو رہے۔ ایک طرف تو زیور میں خسارا کھا رہے ہیں دوسری طرف کوئی ۲ فی روپیہ ششماہی کے حساب سے اور کوئی ۱ فی روپیہ ششماہی کے حساب روپیہ لے رہا ہے کہ کسی طور سے مربع مل جاوے۔ بلکہ سنا جاتا ہے کہ بہت لوگ روپیہ جمع کر بھی آئے ہیں۔ سو مہربان ناظرین نورافشاں سے درخواست ہے کہ اگر کسی صاحب کو اس بات سے پوری واقفیت ہووے تو ضرور وہ بذریعہ اخبار لوگوں کو آگاہ کرے۔ کیونکہ سچ مچ اگر یہ بات جھوٹی ہے تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بیچارے غریب لوگ کس قدر نقصان اٹھا رہے اور اٹھانے کو تیار ہیں۔ سو اگر کسی صاحب کو مربعوں کی حقیقت معلوم ہو تو وہ مہربانی سے ضرور تحریر کرے کہ یہ غریب لوگ مفت زیرباری سے بچ جائیں۔

آپ کا تابعدار خادم اے۔ ڈی۔ جے۔ ایم۔ ای شن
سری گوبندپور۔ ضلع گورداسپور۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہاں تک یہ مربعوں کی افواہ غلط اور جھوٹی ہے۔ ایڈیٹر

گیت

خداوند مسیح کی آمدِ ثانی

من کیوں ہوتا دلگیر یسوع آویگا۔
گگن سے وہ آویگا — آرام خوشی لاویگا۔
پونچھیگا وہ سب نیر
یسوع آویگا
ایمان میں قائم رہنا — دُکھ درد یہاں سب سہنا
دھیرج راکھو تم بیر
یسوع آویگا
بیدار جسے پائیگا — کُل ساتھ میں وہ جائیگا
سب دور کرے دُکھ پیر
یسوع آویگا۔

خادم۔ ایم۔ سی۔ نیوٹن گل

نورافشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کیجئے

ڈاکٹر آر۔ بی ملائم الدین صاحب اور مشن

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا۔
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

پیارے ناظرین۔ بیشتر اس کے کہ میں ڈاکٹر آر۔ بی ملائم الدین صاحب کے اسوہ حسنہ کو پیش کروں آپ کی خدمات مشن اور امداد کاہائے سرکار دولتمدار کو بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ سو عرض ہے کہ ڈاکٹر صاحب ۱۸۹۳ء میں مشن کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ برابر سات سال تک سرحدی صوبہ میں ملازمت کی۔ بعد ازاں ۱۵ مارچ ۱۹۰۰ء کو کلارک آباد (ضلع لاہور) کے مشن ہسپتال اور ڈسپنسری کا چارج حاصل کیا اور ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء کو یعنی کلارک آباد میں پورے سولہ سال رہ کر مشن کی ملازمت سے مستعفی ہوئے۔ اب چک نمبر ۵ کرٹ انڈرسین متصل کرٹ راد وعاکش میں سکونت پذیر ہیں۔ عرصہ تین چار سال سے یہاں اپنے خرچ سے ایک ڈسپنسری کھول رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں مریض آتے جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی خوش خلقی اور شانِ مسیحائی خواہ مخواہ امیر و غریب کو کھینچ لاتی ہے۔ دیگر اسی علاقہ کے ہندوؤں سکھوں مسلمانوں کا آپ کی تجربہ کاری اور کامل توجہ فرمائی پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جناب نے کلارک آباد میں عیسائیوں کے علاوہ ہزاروں ہندو مسلمان مریضوں کا علاج کر کے جہاں خاص شہرت اور عزت حاصل کی وہاں اپنی بے تعصبی اور ڈاکٹری فرائض کی ادائیگی کا بھی اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ یہ کہنے کی ہی بات نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب کے پاس مشنریوں اور معائنہ کنندگان اور ڈاکٹروں کے اعلیٰ سے اعلیٰ ریمارک اور سارٹیفکیٹ موجود ہیں جن میں اس امر کا کافی اعتراف کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی خدمات کا قابل قدر نمونہ اپنے ہم پیشہ اصحاب کو دیا ہے۔ علاوہ خدمات مشن اور پبلک کے ڈاکٹر ممدوح سرکاری کاموں میں معین و مددگار ہو کر اپنی کمال وفاداری کا گورنمنٹ کو بین ثبوت دیتے رہے ہیں اور انشاءاللہ دیتے رہینگے۔ بڑی جنگ یورپ کے دوران میں بھرتی کرانے میں کوشاں ہونا اور دور و نزدیک کے مقامات پر تشریف لے جا کر سینکڑوں رنگروٹوں کا بلامعاوضہ ملاحظہ و معائنہ کرانا اس امر کا کافی شاہد ہے کہ آپ گورنمنٹ کے خیرخواہوں میں سے ایک ہیں ۱۹۰۶ء میں انسداد پلیگ اور ۱۹۱۳ء میں انسداد مرض ہیضہ کے متعلق جس ہمت اور جوانمردی سے آپ نے تحصیل چونیاں میں دورہ کیا اور لوگوں کو طعمہ اجل بننے سے بچایا اس کو ہم لوگ تا زیست فراموش نہیں کر سکینگے۔ جبکہ ان دونوں وقتوں پر ڈاکٹر صاحب کے اس کار احسن کو دیکھتے ہوئے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور نے بھی سندات عطا فرمائیں بلکہ ۱۹۱۱ء میں مردم شماری کے موقعہ پر عالیجناب حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے بھی ایک سند عطا فرمائی۔ محکمہ انہار کے اعلیٰ یورپین افسران کے سارٹیفکیٹ بھی ڈاکٹر صاحب کے پاس دیکھنے میں آئے ہیں۔ کیونکہ آپ کی فیاضانہ طبع عرصہ ۲۲ سال سے ان کا اور ان کے ماتحت عملہ کا بلافیس علاج و معالجہ کرتی رہی ہے۔ الغرض ہر قسم کے لوگ ڈاکٹر صاحب کے رہین منت اور دعاگو ہیں کہ

تم سلامت رہو ہزار برس
اور ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

راقم سطور ہذا کو تو ڈاکٹر موصوف کے ساتھ ایک خاص انس ہے اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپ نے مشن کی خدمات کی ہیں یا سرکاری کاموں میں حصہ لیا ہے۔ بلکہ اس کی ایک اور ہی وجہ ہے۔ عیسائی بھائیو آپ حیران ہونگے کہ وہ کیا ہے۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں کہ ڈاکٹر جی خوش قسمتی سے اخلاق فاضلہ کی وہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے ہیں کہ جس کے بغیر انسان انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ میں جس انسان کو یہ چادر اوڑھے ہوئے دیکھتا ہوں اس کا گرویدہ و شیدا ہو جاتا ہوں۔ خواہ وہ ہندو خواہ عیسائی خواہ مسلمان ہو اگر بنظر تعمق غور کیا جائے تو انسان کی قدر و قیمت صرف اس کا خلق ہی ہے۔ اس کے سوا انسان کا وجود محض بے سود ہے بقول سعدی

نہ ہر آدمی زادہ از دو بہ است
کہ دوز آدمی زادہ بدبہ است۔

بہ است از دو انسان صاحب خرد
نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد

ڈاکٹر صاحب کے اخلاق فاضلہ کا کیا کہنا کہ آپ امیروں میں امیر ہیں اور غریبوں میں غریب۔ وہی نظر کرم ایک غریب مریض کی طرف ہے جو امیر بیمار کی طرف ہے۔ یعنی امیر و غریب کو ایک آنکھ دیکھنے کا جوہر آپ کی ذات میں مضمر ہے اور یہ وہ صفت ہے جو ان لوگوں میں ہی پائی جاتی ہے جو فی الواقعہ انسان ہوا کرتے ہیں اور اس نکتہ حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں کہ شاہ و گدا کا فرق اور سپید و سیاہ کی تمیز تو صرف اس وقت تک ہی ہے جبتک کہ حضرت انسان دروازہ موت پر نہیں پہنچا بقول سعدی۔

فرق شاہی و بندگی برخاست
چوں قضائے نبشتہ آید پیش۔

گر از مردہ خاک باز کنند
نشناسد توانگر از درویش

ڈاکٹر صاحب سے صرف عیسائیوں کو ہی نہیں بلکہ ہندو مسلمان اصحاب کو بھی بنی نوع انسان کیساتھ یکساں سلوک کرنیکا سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ خاکسار۔ عبدالرحمٰن فضل آبادی۔

مدرس [illegible] ضلع لاہور

پادری ڈبلیو۔ بے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں نکلسن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا